رجسٹرڈ انگلیشہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ہے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... ہے

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ...... ہے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... ہے

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۳) | ۱۴ اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف | ۲۲ ربیع الاول سنہ ۶۳ھ | ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۴۹

بلقان میں کیا ہو رہا ہے

از
لیونارڈ کریشین

بلقان کے ان ممالک کو کیا تعلق ہے جو محور کے ساتھ ہیں؟ کیا بلغاریہ اور رومانیہ کے باشندے خوش ہیں؟ اب جبکہ ان کی جوع الارض مطمئن ہو گئی اور بلقان کے اتحاد کے منصوبے منتشر ہو گئے یہ ممالک کیا محسوس کر رہے ہیں؟ ان کا مستقبل کیا ہے۔ مستقبل سے قطع نظر دیکھنا یہ ہے کہ ان کی موجودہ حالت کیا ہے۔

صوفیا پر پہلی اور دوسری بمباری کے دوران میں ہزار ہا دہشت زدہ شہری اپنا مال و اسباب گاڑیوں میں لاد کر ملک کے اندرونی حصہ کی طرف بھاگنے کی انتہائی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس نے ان کو روک دیا۔ ... دوسرے اور تیسرے دن تک شہر ... تیسری اور چوتھی بمباری ہوئی پولیس اور تمام سرویس کے افراد و ڈاکٹر اور نرسیں جب پناہ گاہوں کی طرف بھاگنے لگے تو ... بلغاریہ کی حکومت بمباری کے تباہ ہوتے ہوئے بچ گئی۔ ستمبول کو جانے والی ٹرین کے مسافروں نے دیکھا کہ ... کے سامنے تارکین فرار ہیں انہیں معمولی گاڑیوں تک سفر کرنا پڑا۔

وہ لوگ جنہوں نے برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا اور خیال کرتے تھے کہ وہ بالکل محفوظ ہیں، گروہ محفوظ نہیں رہے۔ ان کی حکومت ناکام رہی۔ سرکاری ملازمین ہوائی حملے سے بچاؤ کے انتظامات، شفاخانے ... فرنگستان سب ناکام رہے۔ دہشت زدہ عوام اپنی حکومت کا سہارا ڈھونڈھ رہے تھے اور ان کی حکومت اپنے حمایتی جرمنوں سے امداد طلب کر رہی تھی۔ جرمنوں نے مداخلت شروع کی۔ ہوائی حملوں سے پہلے بلغاریہ کی سڑکوں اور ریلوں پر جرمنوں کی نگرانی تھی اب ہر چیز جرمنی کی نگرانی میں ہے صوفیہ کی آبادی جہاں چار لاکھ تھی اب پندرہ ہزار رہ گئی۔

اب بلغاریہ کی اپنی کوئی مرضی نہیں۔ ایک بیرونی آقا اس پر مسلط ہے۔ لیکن ابھی کوئی زیر زمین تحریک مزاحمت شروع نہیں ہوئی۔ بیس فی صد آبادی جرمنوں کے ساتھ ہے اور بیس فی صد روس کے ساتھ گو یہ انتہائی نہیں ہیں۔ دوسرے (۶۰) فیصد ہر برسر اقتدار جماعت کے ساتھ۔ یہ افواہ پھیل ہوئی ہے کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے سابق چیف دمتروف مزاحمت کی تحریک منظم کرنے کے لئے بلغاریہ گئے ہیں۔ اس خبر کی ابھی تک توثیق نہیں ہوئی۔ بلغاریہ کے دوسرے شہروں پر تھوڑی سی بمباری انتشار میں اضافہ کر دے گی۔ اس سے ایک فائدہ ہوگا کہ شہروں کی تباہی کے بعد بلغاریہ کے سپاہی روس سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوں گے۔ اس وقت بلغاریہ میں ... لاکھ مسلح فوج ہے۔ اس فوج کے افسر جرمنی کے حامی ہیں لیکن سپاہی روسیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کو روانہ کرنے کا حکم ... حکومت نے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔

بلقان کا ایک اور ملک رومانیہ ہے جس کے تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے یا قید کئے گئے یا زخمی ہوئے ہیں۔ رومانیہ جنگ سے بیزار ہو چکا ہے۔ رومانیہ کے پایہ تخت بخارسٹ میں ابتری کی تمام علامتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ راتب بندی کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ روپیہ میں فراوانی ہے۔ لوگ نائٹ کلب، سینما میں وقت گزارتے ہیں۔ بخارسٹ کے باشندے کہتے ہیں کھاؤ پیو اور خوش رہو کل مرنا ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ جنگ ختم ہو جائے لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔

مارشل انتونسکو کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اسے جرمنوں کا ساتھ نہ چھوڑنا چاہیے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ ہٹ جائے گا تو انتشار اور ابتری پھیل جائے گی۔ اسے شکست میں بھی اپنے ملک کو بچانے کی توقع ہے۔ ... نوجوان ... بخارسٹ میں ... کہ اگر انتونسکو متحدین کی طرف کسی رجحان کا اظہار کرے تو اس کو نکال باہر کر کے ملک پر آہنی گارڈ کو مسلط کر دے۔ زیر زمین تحریک مزاحمت کا سامان تو موجود ہے لیکن رومانیہ کے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹)

عوام کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

غلہ کا تاجر سرکاری نرخوں پر مال ضرور فروخت کرے گا کیونکہ وہ اپنے پیشہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ جب تک تاجر راہ راست پر نہ آجائے سرکار اپنے گوداموں سے آپ کی ضرورت پوری کرے گی۔ سرکار کے پاس کافی غلہ موجود ہے۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۲ | ۳ امرداد ۱۳۵۳ف | نمبر ۴۹

خواتین حیدرآباد کی سرگرمیاں

انجمن ترقی تعلیم و تمدن نسواں سولہ سال سے قائم ہے لیکن اس کی سرگرمیوں سے اہل ملک کما حقہ واقف نہیں ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یا تو انجمن مذکور نے اپنی سرگرمیوں کی کافی تشہیر نہیں کی یا اہل ملک کو خواتین کے مسائل سے وہ دلچسپی نہیں ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس سال انجمن کا سولہواں اجلاس بیگم ظہیر یار جنگ بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ موصوفہ نے اپنے خطبہ صدارت میں وقت کے بعض اہم مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے انجمن کی سرگرمیوں کا اعادہ ذیل میں تذکرہ کیا۔

"اس کانفرنس کی توجہ لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کے علاوہ انسداد گداگری کم سنی کی شادی گھریلو صنعت اور دیہات سدھار کے مسائل کی طرف بھی مائل رہی ہے۔ اس انجمن کی نگرانی میں چار ابتدائی زنانہ مدارس قائم ہیں۔ اقامت خانہ بھی اچھی طرح چل رہا ہے۔ نہایت مفید کام بے سہارا عورتوں کی حفاظت کا اس انجمن نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور یہ ایک ادارہ حیدرآباد میں اپنی نوعیت کا تھا۔"

خواتین حیدرآباد کی یہ سرگرمیاں جن کا ذکر اقتباس بالا میں کیا گیا ہے مستحسن اور قابل مبارکباد ہیں اور اس قابل ہیں کہ اہل ملک ان کی پوری طرح حوصلہ افزائی کریں۔

انجمن مذکور نے قلت و گرانی اجناس کے انسداد کے سلسلہ میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ مہرۃ النساء شہزادی صاحبہ برار کی سرپرستی میں کم قیمت پر غریبوں کے لئے غذا فراہم کرنے کی خاطر مختلف محلوں میں جو دوکانیں کھولی گئی ہیں ان کے لئے چندہ فراہم کرنے میں اراکان انجمن نے سرگرم حصہ لیا ہے اور اسی سرگرمی اور انہماک کا نتیجہ ہے کہ ارزاں فروشی کی دوکانیں قائم ہو سکیں۔

بیگم ظہیر یار جنگ بہادر نے اپنے خطبہ صدارت میں بعد از جنگ پیدا ہونے والی معاشی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے کہ نئے احوال میں عورتوں کا کیا موقف ہوگا اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہوں گی۔ اور بجا طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ تنظیم مابعد جنگ کا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ ہر شخص کو پیٹ بھر کھانا ملے، لباس مہیا ہو اور رہنے کے لئے چھت کا سایہ ہو۔ ان بنیادی ضروریات کی تکمیل کے بغیر کوئی ملک اور معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔

کم سنی کی شادی، ورزش اور چیزوں کے استعمال کی برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے موصوفہ نے بتلایا ہے کہ ان برائیوں کے انسداد میں عورتیں کیا حصہ لے سکتی ہیں۔ مزدور پیشہ طبقے کے ایک اہم مسئلہ کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حکومت اور اہل ملک دونوں کی توجہ کا مستحق ہے۔ موصوفہ فرماتی ہیں :۔

"میں آپ کی توجہ گرنی کی مزدور پیشوں کی طرف بھی مائل کرانا چاہتی ہوں کہ یہاں کی عورتیں تڑکے سے اپنے گھر سے نکلتی ہیں اور جب گھر آتی ہیں تو شام ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ پکاتی ہیں، کچھ خود کھاتی ہیں اور مرد کو کھلاتی ہیں۔ ان کے بچوں کے لئے سب کچھ۔ خانوں میں پرورش گاہ موجود نہیں ہیں اور جہاں ہیں بھی تو وہ تشفی بخش نہیں ہیں۔ بچے وہاں جاتے ہیں تو انہیں کارخانہ کا لباس پہنایا جاتا ہے اور شام میں پھر وہ اپنے میلے کپڑوں میں گھر واپس کئے جاتے ہیں۔ ہر کارخانے کے ساتھ مزدوروں کی رہائش کے لئے مکانات لازماً ہونے چاہئیں اور کارخانہ کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ گرنی کے مرد یا ان کے بچے بیمار ہوں تو وہ دواخانہ میں رکھے جائیں اور ان کی ماں کے رہنے کا بھی انتظام ہو۔"

اس تحریک کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ہم اس تحریک سے زیادہ ان جذبات کو قابل قدر سمجھتے ہیں جو مزدور پیشہ اور غریب طبقات کے مسائل سے متعلق اعلیٰ طبقات کی خواتین میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ملک کی تعلیم یافتہ خواتین میں وہ جذبات پیدا ہو رہے ہیں جن کا عکس موصوفہ کے خطبہ صدارت میں نظر آ رہا ہے تو ہم اس کو ملک کے لئے ایک فال نیک سمجھتے ہیں کیونکہ غریب طبقوں کے مسائل کے حل پر ملک کی خوشحالی اور ترقی منحصر ہے۔

سماج میں عورت کا کیا مقام ہے؟ کیا عورت کو صرف باورچی خانہ میں محصور رہنا چاہئے یا زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہئے؟ پردہ کس حد تک ضروری ہے اور اسلامی پردہ کیا ہے؟ یہ ایسے مسائل ہیں جو آجکل ہر جگہ موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ بیگم ظہیر یار جنگ بہادر نے نہایت بے باکی سے ان مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان مسائل کی نسبت ملک میں دو مکتب خیال پائے جاتے ہیں جن میں ایک عرصے سے ایک تصادم چلا آ رہا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ہماری معاشرت پر صدیوں سے رسم و رواج کا تسلط رہا ہے۔ ملک کی اکثریت رسم و رواج کو مذہب اور اخلاق کے مترادف سمجھتی رہی ہے۔ جوں جوں تعلیم پھیلتی جا رہی ہے ان رواجی چیزوں کو ترک کرنے کا میلان پیدا ہو رہا ہے۔ ملک کی عورتیں جو شرعی حقوق سے محروم رکھی گئی تھیں اب اپنے حقوق سے واقف ہوتی جا رہی ہیں۔ اس سے قدامت پرستوں میں ایک ہیجان برپا ہونا ناگزیر تھا۔ اگر ہر مرد اور عورت کو شرع اسلامی کی تعلیم دی جائے تو وہ اپنے حقوق اور فرائض سے واقف ہو جائیں گے اور غیر اسلامی رسم و رواج کے خلاف خود بخود ایک جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ اس وقت جو خلفشار نظر آ رہا ہے اس کی وجہ زیادہ تر شرعی احکام سے لاعلمی اور ان کی غلط تعبیر ہے۔

انجمن انسداد قلت و گرانی کے لیے لمحہ فکر

دو ہفتہ قبل مسٹر ... جنگ نے پٹنہ کے ایک عام جلسہ کی روئداد شائع کی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کارکنوں نے ذخیرہ بازوں کے خلاف ایک مہم شروع کی ہے۔ اس روئداد میں بتایا گیا ہے کہ :۔

"پٹنہ کے شہریوں کے سامنے تین سال سے لوگوں کو ذخیرہ بازوں کی چال سے آگاہ کرنا، چھپے ہوئے ذخائر کا پتہ لگانا اور انسداد ذخیرہ اندوزی کو کامیاب بنانا، یہ کام کئی ٹولیوں نے محلہ محلہ پھر کر اور جگہ جگہ تقریریں کر کے انجام دیا۔ غذائی کمیٹی کے رضاکاروں نے دو ہزار من چھپے ہوئے اناج کا پتہ لگایا۔ اس سے لوگوں کو ذخیرہ بازوں کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ اسی مہم کا نتیجہ تھا کہ جلسے میں دس ہزار شہری جمع ہوئے۔ جلسے میں کامریڈ سنیل کمار جی، مسٹر جعفر امام، ایم ایل اے، مسٹر نگل حسین، ایم ایل اے، اور مسٹر چندر شیکھر وغیرہ نے تقریریں کیں۔ مسٹر ایشور گنجا کمیونسٹ پارٹی کے ... کنٹرول ... ہونا چاہئے اور ہر شخص کو آزادی تجارت کا موقع ملنا

چاہئے۔ یہ صاحب ذخیرہ اندوزوں کی حمایت کرتے رہتے تھے لیکن مسٹر جعفر امام نے آزاد تجارت کا خوب مذاق اڑایا اور بتایا کہ اس سے صرف اناج چوروں اور نفع خوروں کا فائدہ ہوگا۔ مسٹر گپتا کا رزولیوشن کثرت رائے سے نامنظور ہو گیا۔"

حیدرآباد میں بھی یہی صورت حال ہے وہ جا رہے جو اقتباس بالا سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے چھپے ہوئے ذخائر کا پتہ لگانا اور ان کو بازار میں لانا ضروری ہے۔ پٹنہ کے پبلک کارکنوں نے اپنی کوششوں سے ذخائر کا پتہ لگا کر ثابت کر دیا ہے کہ پبلک کا تعاون کس قدر مفید ہوتا ہے۔ ہمیں اس کا پورا علم نہیں کہ پوشیدہ ذخائر کا پتہ چلانے میں حکومت سرکار عالی کس حد تک کامیاب ہوئی البتہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پبلک ورکرس اس خصوص میں بالکل خاموش ہیں۔ یہ سکوت کے پیچھے کوئی سیاسی مصلحت کارفرما ہے ہم اس سے قبل ان پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ پھر بھی ہم پبلک کارکنوں سے ... ایک سال قبل عوام سے ہمدردی رکھنے والے بعض پبلک کارکنوں نے انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے نام سے ایک انجمن قائم کی اس انجمن کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شہر کے مختلف محلوں میں ارزاں فروشی کی دوکانیں قائم کیں جو کارآمد ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ انجمن مذکور اپنی سرگرمیوں کو وسعت دے اور ذخیرہ بازوں کے خلاف ایک مہم جاری کرنے کے مسئلہ پر فوری توجہ کرے۔ ہم جانتے ہیں کہ انجمن کو کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا مگر جب تک ان دشواریوں پر غالب نہ آئے گی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر پٹنہ کے پبلک کارکن اپنے رضاکاروں کے ذریعہ چھپے ہوئے ذخائر کا پتہ لگا سکتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس بھی اگر رضاکاروں کی ایک جماعت تشکیل دے کر ایسی مہم جاری کرے تو وہ ملک کی بہت بڑی خدمت کرے گی۔ کیا ہم انجمن مذکور کے صدر راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی سے توقع کریں کہ وہ اس تجویز پر عاجلانہ توجہ فرمائیں گے۔

پٹنہ کے اس جلسہ عام کی روداد سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض پبلک کارکن عوام کی ہمدردی کے بھیس میں ذخیرہ بازوں کی وکالت کرتے ہیں۔ یہ بات برطانوی ہند تک محدود نہیں حیدرآباد میں بھی ایسے پبلک کارکن موجود ہیں جو بظاہر عوام کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں مگر درحقیقت ذخیرہ بازوں اور نفع اندوزوں کی حمایت کرتے ہیں۔ عوام کے ایسے دشمنوں کی نسبت ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا خیال ظاہر کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

"میزان"

ہم اپنے جدید معاصر "میزان" کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ مسٹر غلام محمد کلکتہ والا اس اخبار کے مدیر ہیں جو علاوہ اردو کے انگریزی اور تلنگی میں بھی شائع ہوتا ہے۔ حیدرآباد میں جو اخبارات اب تک جاری ہوئے وہ بہت محدود سرمایہ سے نکلتے رہے۔ یہاں ایک عام تصور ہو رہا ہے کہ وسیع پیمانہ پر اور بڑے سرمایہ سے اخباروں کی اجرائی کے لئے حیدرآباد کوئی موزوں میدان نہیں۔ مسٹر غلام محمد نے اپنی اولوالعزمی سے اس خیال کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ اس لئے ہم دل سے ... یہ اخبارات پروان چڑھیں اور اپنے مدیر کی توقعات کو پورا کر دکھائیں۔ مسٹر غلام محمد کے حالات کو ایک ... کی حیثیت سے ... جس کے لئے وہ تمام جریدہ نگاروں کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

دو چار اشاعتوں کو دیکھ کر اخبار کی پالیسی کے متعلق رائے قائم کرنا صحیح نہ ہوگا۔ لیکن جہاں تک کتابت اور طباعت کا تعلق ہے ان اخبارات کا مستقبل خوش آئند معلوم ہوتا ہے۔ اخبار کا سائز برطانوی ہند کے بڑے انگریزی اخباروں کے مانند ہے اور ہر ... ہیں جو کسی مقامی اخبار میں نہیں ہیں۔ "میزان" ... ہے اور ... اور اگر مسٹر غلام محمد نے جو عزم ظاہر کیا ہے وہ ان کی توقعات پوری کر سکے تو ... امید ہے کہ بہت جلد یہ اخبار ... حاصل کرے گا۔

ترکی پر غیر جانبداری سے دستبردار ہونے کا دباؤ

ترکی جریدہ نگار کا نشری بیان

لنڈن ۱۰ مارچ "سنڈے ..." کا وقائع نگار رقمطراز ہے: ترکی کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی مخالفت کی رائے میں رسدوں کی جو توقع جن میں ہوائی جہاز، ٹینک اور دیگر بھی شامل ہیں، اس دباؤ کا نتیجہ ہے جو ترکی پر غیر جانبداری سے دستبردار ہونے کے لئے ڈالا جا رہا ہے۔ ... صادق ترکی کے نائب اور اخبار ... کے مدیر نے گذشتہ رات نشر گاہ ترکی سے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ انگریزی ... یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ چند ... سامان جنگ کی قیمت جو ... اب تک ... ادا کرے گا ... وقت ... یہ بہت ... کہ ترکی جنگ کی آگ میں کود پڑے۔ تو اس کا مطلب ... ترکی ...

کو یا کل کم قیمت یا بعض بے قیمت بھیجا ہے۔

اطلاع ملی ہے کہ برطانیہ سے شکایت کو توڑنے کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے بھی آثار نہیں کہ ترکی اپنے مطالبات کی فہرست پر نظر ثانی کرے گا، اور اپنی ضرورت سے کم سامان جنگ کو بھی قبول کرے گا۔

"اخبار نیوز کرانیکل" کے نامہ نگار مسٹر ... اطلاع دیتے ہیں کہ ترکی حلقوں کا بیان ہے کہ ۱۹۳۹ء کے معاہدات کے تحت برطانیہ نے وعدہ کیا کہ وہ ... کروڑ پونڈ کا سامان جنگ ترکی کو دے گا۔

لیکن اب تک صرف ایک کروڑ (۱۰) لاکھ پونڈ کا سامان جنگ دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ... اغراض کے مطابق ... جن رسدوں کا وعدہ کیا گیا تھا ... عرصہ میں ... کے قابل نہیں۔ ان کا صرف ... فیصد دیا گیا ہے۔ قاہرہ کانفرنس کے بعد ترکی اسٹاف نے جو فہرست مرتب کی تھی اس کے لحاظ سے وصول شدہ سامان جنگ کی مقدار صرف ۲ فی صد تک پہونچی ہے۔

حیدرآباد کے مشہور سیٹھ کو جرمانہ

باوثوق ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ سیٹھ ... کو سکندرآباد کی عدالت فوجداری نے حکم گرانی اجناس کے تحت پندرہ سو کلدار جرمانہ کیا اور غلہ ضبط کر لیا گیا۔

روس اور پولینڈ کا قضیہ

پولینڈ کی سرحد میں روسی فوجوں کے داخلے کے بعد پولینڈ کا مسئلہ ایک بار پھر دنیا کی سیاسیات میں سامنے آگیا ہے۔ حال ہی میں روس کی بڑھتی ہوئی فوجیں پولینڈ کے اس علاقے میں داخل ہوئیں جو ۱۹۳۹ء سے قبل پولینڈ کی ملکیت تھا۔

پولینڈ پر اس وقت نازیوں کا قبضہ ہے اور وہاں کسی پولش حکومت کا وجود نہیں۔ لیکن سابق پولش حکومت کے ارکان نے لندن میں جو پولش کابینہ حکومت مرتب کی ہے اسے روس کی اس حرکت پر بڑا اعتراض ہوا اور اس نے روسی پیشقدمی پر احتجاج کیا اور حسب ذیل بیان شائع کیا۔

"اس خیال سے کہ جنگ کے موجودہ دور میں مشترکہ دشمن کے خلاف اتحادیوں کا مکمل اشتراک عمل قائم رہے حکومت پولینڈ اپنی سرحد کے متعلق عام مباحثہ کرنا نہیں چاہتی۔ مگر حکومت پولینڈ کسی فریق کی من مانی اور یکطرفہ فیصلے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن وہ تمام اہم مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اس کی خواہش ہے کہ امریکہ برطانیہ، روس اور پولینڈ کے تنازعات پر ایک کانفرنس منعقد ہو اور اس میں روس اور پولینڈ کے تمام متنازعہ مسائل طے کر لئے جائیں۔"

پولش حکومت کی اس پیشکش کو امریکہ اور برطانیہ نے پسندیدہ نظروں سے دیکھا اور اس کا خیر مقدم کیا لیکن روس نے پولش حکومت کے وجود ہی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس بنا پر اس سے کسی قسم کی سیاسی گفتگو کرنے کو تیار نہ ہوا۔ چنانچہ ۱۷ جنوری ۱۹۴۴ء کو حکومت روس نے مندرجہ بالا بیان کے جواب میں حسب ذیل بیان شائع کرایا۔

"حکومت پولینڈ مقیم لندن نے پولینڈ کے متعلق جو بیان شائع کیا ہے اس میں اس نے کرزن لائن کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولش حکومت کرزن لائن سے گریز کرنا چاہتی ہے اور وہ روس کی تجویز متعلق ریگا لائن منظور کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ان حالات میں روسی حکومت لندن کی پولش حکومت سے کسی قسم کی گفت و شنید کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ روسی حکومت اس حکومت سے قطع تعلقات کر چکی ہے اور یہ وہی حکومت ہے جس نے پولینڈ میں روسیوں پر مظالم کے وقت جرمنوں کا ساتھ دیا تھا۔"

غرضیکہ اس طرح گفت و شنید کا کوئی موقع نہ نکلا اور مفاہمت نہ ہو سکی۔ اور روس حسب دستور آگے بڑھتا ہی گیا۔

یہاں یہ قابل لحاظ بات ہے کہ پولینڈ پر نازیوں کے تسلط کے بعد جس طرح پولش حکومت کے ارکان لندن بھاگ گئے تھے اسی طرح چند لیڈروں اور محبان وطن نے روس میں بھی پناہ لی۔ اور روس کی سیاسی جنگ میں وہ ہر قسم کی امداد کر رہے ہیں۔ محبان وطن کا یہ گروہ کہتا ہے کہ روسی فوجیں اسی حد تک بڑھی ہیں جو ۱۹۲۱ء سے قبل روس کی ملکیت تھی اور ۱۹۲۰ء میں پولینڈ نے معاہدہ ریگا کی رو سے روسی علاقوں پر جو قبضہ کر لیا تھا ان علاقوں کو جائز طور پر روس کو واپس کر دینا چاہئے۔

روس اور پولینڈ کے اس قضیے کو سمجھنے کے لئے کچھ تاریخ کی ورق گردانی ہوگی۔

۱۸ویں صدی کے آخر میں روس، آسٹریا اور جرمنی نے پولینڈ کو آپس میں حصے بخرے کر کے اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ لیکن ۱۹۱۸ء کی صلح میں امریکہ کے پریذیڈنٹ ولسن کے چودہ نکات کے بموجب جب پولینڈ کی آزادی تسلیم کی گئی اور روس، جرمنی اور آسٹریا سے وہ علاقے کہ جن میں پولش قوم کے لوگ آباد تھے ایک ملک بنا دیا اور جمہوریہ پولینڈ کا وجود عمل میں آیا۔

۱۹۱۹ء میں اتحادی فاتح و کامران تھے اس لئے انہوں نے پولینڈ کے لئے ایک بندرگاہ مہیا کرنے کی خاطر ڈینزگ تک پہنچنے کے لئے جرمن علاقے کے بیچ سے ایک گلیارہ (راستہ) دے دیا۔ اتحادیوں کے اس فیصلے کو جرمنی نے نامناسب کہا۔ لیکن چونکہ وہ اس وقت شکست خوردہ تھے اس لئے قہراً جبراً اسے تسلیم کر لیا۔ لیکن وہ اس تاک میں رہے اور جیسے ہی انہوں نے کچھ قوت حاصل کی اس گلیارہ اور ڈینزگ پر قبضہ کر لیا چنانچہ ڈینزگ پر قبضہ کرنا تھا کہ ۱۹۳۹ء میں یہ دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔

بہر حال ۱۹۱۹ء کے بعد روس اور پولینڈ کے درمیان اتحادیوں نے جو سرحد مقرر کی تھی وہ کرزن لائن کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لائن گروڈنو کی سرحد سے شروع ہو کر کارپیتھین کے پہاڑ تک جاتی ہے یعنی اس لائن میں وہ علاقے اسفید روس اور یوکرین کے علاقے روس کے لئے چھوڑ دئے گئے تھے۔ یہ تصفیہ ۱۹۱۹ء کی پیرس کانفرنس نے کیا تھا۔

لیکن پولینڈ اپنی مشرقی سرحد سے مطمئن نہ تھا۔ چنانچہ اس نے پیرس کانفرنس کی تجاویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

۱۹۲۰ء میں پولینڈ نے کرزن لائن کو عبور کر کے روس پر حملہ کر دیا۔ روس میں اس وقت کمیونسٹ نظام حکومت اپنے ابتدائی مراحل میں تھا اور سارا ملک بیرونی یلغاروں اور خانہ جنگیوں میں مبتلا تھا۔ پھر برطانیہ امریکہ وغیرہ روس کے انقلاب کے مخالف تھے ہی وہ روس کے کیوں آڑے آتے۔ چنانچہ پولینڈ نے روس کو شکست دیدی اور ان کے درمیان ریگا میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے روس کو اپنے علاقے پولینڈ کے حوالے کرنے پڑے۔ اور ان کے درمیان ایک سرحد طے ہوئی جو ریگا لائن کے نام سے مشہور ہے۔

۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی جرمنی نے ڈینزگ لینے کے لئے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت جرمنی اور روس کے درمیان صلح تھی اور دس سال کے لئے ایک معاہدہ بھی ہو چکا تھا۔ لہٰذا روس نے بھی پولینڈ پر جرمنی کے اس حملہ پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ اپنے پرانے علاقے واپس لینے کے لئے یہ موقع غنیمت سمجھا۔

روس اور جرمنی دونوں کی فوجیں بیک وقت پولینڈ میں گھسیں اور دونوں ایک ایسے نقطے پر مل گئیں جس نے پولینڈ کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا۔ اس وقت پولینڈ میں جو حکومت تھی وہ بھاگ گئی اور یہی حکومت آج لندن میں مقیم ہے۔

لیکن اس واقعے کے ایک سال کے اندر ہی یعنی جون ۱۹۴۱ء میں جرمنی نے روس پر حملہ کر دیا۔ اور روسیوں کو پولینڈ سے نکال کر سارے پولینڈ پر قبضہ کر لیا۔

لیکن اب جبکہ روس نے جرمنوں کو مار کر اپنے ملک سے بھگا دیا ہے اور اب روسی فوجیں اپنی پرانی سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر پولینڈ کے اسی علاقے میں پہنچ گئیں جسے پولش حکومت اپنا علاقہ تصور کرتی ہے۔ قدرتی طور پر ذمہ دار حلقوں میں یہ استفسار کیا گیا کہ پولینڈ کے ان مقبوضہ علاقوں کے متعلق روس کی نیت کیا ہے۔ چنانچہ پولش حکومت نے جب اس پر احتجاج کیا تو روس نے صاف صاف یہ جواب دیدیا کہ ریگا پیکٹ ان سے زبردستی منوایا گیا تھا اور وہ کرزن لائن کو پولینڈ اور روس کے درمیان سرحد مانتے ہیں اور ان مقبوضہ علاقوں کو روس کی ملکیت سمجھتے ہیں۔

اس سلسلے میں اتحادی ممالک اور خاص کر برطانیہ کی پوزیشن بہت نازک ہو گئی ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ پولینڈ ہی کی حفاظت کی خاطر ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کیا اور آج اتحادیوں ہی کی جماعت کے ایک فرد نے پولینڈ پر قبضہ کیا ہے اور اتحادی اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔

امریکہ اور برطانیہ نے ثالث بن کر اس قضیے کا فیصلہ کرنے کی کوشش کی لیکن روس نے اس پیشکش کو نامنظور کر دیا۔

اس سلسلے میں وزیر اعظم چرچل اور مسٹر انتھونی ایڈن کے جو بیانات پارلیمنٹ میں دئے گئے ہیں وہ اور بھی زیادہ عجیب و غریب اور الجھاؤ پیدا کرنے والے ہیں۔ مسٹر چرچل نے ۲۲ ستمبر ۱۹۴۳ء کو دار العوام میں یہ بیان دیا تھا کہ:

"ہم دوران جنگ تک سرحدوں کی کسی رد و بدل یا تبدیلی کو ماننے کو تیار نہیں ہیں تاوقتیکہ یہ رد و بدل فریقین کی باہمی رضامندی سے نہ ہو۔"

۲۰ جنوری ۱۹۴۴ء کو مسٹر انتھونی ایڈن نے پولینڈ سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

بقیہ صفحہ ۱۹ پر

زیادہ برقی قوت پیدا کرنے کی اسکیم

سررشتہ برقی کی سرگرمیاں

جنگ کے پیدا کردہ حالات کے باعث صنعتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ اور مشینیں چلانے کے لئے برقی قوت کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے اور ان حالات میں یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ اگر یہی صورت حال جاری رہی تو مقدار طلب گنجائش سے بڑھ جائیگی۔ چنانچہ محکمہ برقی نے صورت حال پر قابو پانے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی اور جنگ کی وجہ سے مشینیں اور آلات حاصل کرنے میں جو غیر معمولی دشواریاں پیش آ رہی ہیں ان کے باوجود نئے پلانٹ طلب کئے گئے تاکہ جنگی اغراض اور دوسری ضروریات کے لئے زیادہ مقدار میں برقی قوت حاصل کی جا سکے۔

۱۳۴۸ف کے آخر میں جبکہ موجودہ جنگ شروع ہوئی سرکار عالی کا سررشتہ برقی حیدرآباد اور سکندرآباد کے (۰۰۰) صارفین کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر سال تقریباً ۹ ۱/۲ ملین واٹ برقی قوت پیدا کرتا تھا اور ۳۰۰۰ واٹ برقی قوت کے مستقل صرف کی تکمیل کر رہا تھا۔ اس وقت برقی قوت حاصل کرنے کیلئے ایک پلانٹ تھا جو تین مشینوں پر مشتمل تھا اور ۵۰۰۰ واٹ برقی قوت پیدا کر سکتا تھا۔

کچھ عرصے سے صنعتی سرگرمیوں میں قابل لحاظ اضافہ کے آثار پیدا ہو گئے تھے اور مزید برقی قوت فراہم کرنے کی ضرورت بڑھتی جا رہی تھی۔ جنگ شروع ہونے کے تین سال بعد برقی کی پیداوار میں (۱۰۰) فیصد اضافہ ہو گیا اور مقدار پیداوار (۱۹) ملین واٹ پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں صارفین کی تعداد میں بھی (۶۰) فیصد اضافہ ہوا۔ چنانچہ ان کی تعداد (۰۰۰) ہو گئی اور مستقل صرف (۶۰۰۰) واٹ تک پہنچ گیا۔

اسٹیم پلانٹ کا اضافہ

۱۳۵۰ف میں (۵۰۰۰) واٹ برقی پیدا کرنے والا ایک اور پلانٹ فراہم کرنے کی فرمائش کی گئی جو اب تک نہیں آیا لیکن توقع ہے کہ اس سال آ جائے گا اور ۱۳۵۳ف میں اس سے کام لیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ۱۳۵۰ف میں دو بائلر بھی منگوائے گئے تھے جو ۱۳۵۱ف میں وصول ہو گئے لیکن ۱۳۵۱ف کے ختم میں صرف ایک پلانٹ سے کام لیا جا سکا کیونکہ بعض پرزے کم تھے اور انھیں حاصل کرنا بہت دشوار تھا تاہم اسفندار ۱۳۵۱ف (جنوری ۱۹۴۲ء) تک اس سے بھی کام لیا جانے لگا۔

ڈیزل پلانٹ

۱۳۵۰ف میں برقی قوت میں متوقع اضافہ بہت بڑھ گیا اور اس کا بہت امکان تھا کہ زائد صرف کی تکمیل کرنے کے لئے آلات بروقت حاصل نہ ہو سکیں گے۔ اس ضمن میں پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اگرچہ موجودہ مشینیں (۵۰۰۰) واٹ برقی پیدا کر سکتی تھیں لیکن درحقیقت ان سے صرف (۴۰۰۰) واٹ برقی حاصل کی جا سکتی تھی کیونکہ کچھ وقفہ سے ہر ایک مشین کو ساکن رکھنا ضروری تھا۔ ان حالات کے تحت حکومت نے برقی قوت کے قلت کے امکان کو روکنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کیں اور ہندوستان میں جو پرانے ڈیزل پلانٹ دستیاب ہو سکے انھیں حاصل کر کے بوقت ضرورت کام لینے کے لئے عارضی قوت گھر قائم کئے۔ اس ضمن میں ضروری کام ۱۳۵۱ف میں شروع کر دیا گیا لیکن نقل و حمل کی مشکلات مشینوں کی درستی اور کارخانوں کی کمی کے باعث کافی وقت صرف ہو گیا اور ۱۳۵۱ف کے آخر میں پہلا ڈیزل پلانٹ کار آمد بنایا جا سکا۔ ان قوت گھروں کے لئے بعض ایسے برقی آلات کی بھی ضرورت تھی جن کی تعمیر کرنے میں دو سال لگ گئے۔ ان عملی مشکلات کی وجہ سے قوت گھر ابھی تک بالکل مکمل نہ ہو سکے تاہم یہ امید ہے کہ بہت جلد ان سے کام لیا جا سکیگا۔ اور اگر برقی قوت میں فوری غیر معمولی اضافہ ہوا تو یہ قوت گھر اس کی تکمیل میں کار آمد ثابت ہوں گی۔

کفایتی تدابیر

مختلف اسباب پیدا ہو جانے کی وجہ سے سررشتہ برقی اس پر مجبور ہو گیا کہ برقی قوت کے صرف میں کمی کرنے کی تدابیر اختیار کرے۔ چنانچہ جنگ کے پہلے دو سال میں جو غیر معمولی اضافہ ہوا تھا وہ ۱۳۵۱ف کی آخر ششماہی میں روک دیا گیا۔ اس مقصد کے تحت سب سے پہلے تو کافی حد تک عمل تاریکی جاری کیا گیا اس کے بعد دن کے وقت برقی قوت کے صرف کی روک تھام کی گئی اور جب گرما کی مقدار کم ہونے لگی۔ تو ایسی تدبیریں بھی اختیار کی گئیں کہ برقی قوت اور اس سے متعلق اشیاء کی بچت ہو جائے۔ ۱۳۵۱ف سے ۱۳۵۲ف کے ختم تک رسد بندی کے سوا کفایت کی مختلف تدبیریں اختیار کی جاتی رہیں اور اس ضمن میں زیادہ سختی کی جانے لگی۔ چنانچہ خانگی ضروریات کے لئے جدید برقی تنصیبات کا سلسلہ ممنوع کر دیا گیا۔ اشتہاروں اور باغوں میں روشنی کے لئے برقی کی فراہمی مسدود کر دی گئی اور برکثرت روشنی میں جو حیدرآباد کی ایک نمایاں خصوصیت تھی اس حد تک کم کر دی گئی کہ معمولی مقدار صرف کا ۱/۲ حصہ ہی کافی ہونے لگا۔ شادیوں اور دوسری تقریبوں میں روشنی کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی اور ان کے علاوہ بچت کی اور تدبیریں بھی اختیار کی گئیں۔

یہ وقت محکمہ برقی کے لئے بہت نازک تھا کیونکہ ایک طرف صنعتی ترقی اور جنگی اغراض کے لئے برقی قوت کے صرف میں روز افزوں اضافہ ہو رہا تھا۔ دوسری طرف صرف کرنے کے کنٹرول کا مطالبہ تھا کہ کوئلے کے خرچ میں کمی کی جائے۔ ان مشکلات میں مناسب تدبیریں اختیار کرنے پر توجہ کی گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۳۵۲ف میں سابقہ سال سے بھی کم برقی قوت صرف ہوئی۔

رسد بندی

۱۳۵۱ف کے آخر میں کوئلے کی کمی اس قدر شدید ہو گئی کہ مجبوراً برقی قوت کی رسد بندی پر عمل کرنا پڑا چنانچہ رسد بندی کی اسکیم کو روبہ عمل لانے کا انتظام کیا گیا۔ صرف کے لئے مقررہ مقداروں کا تعین کیا گیا اور مقررہ مقدار سے زیادہ برقی صرف کرنے والوں کے لئے سزائیں مقرر کی گئیں۔ آبان ۱۳۵۲ف میں رسد بندی کا نفاذ ہوا اور پہلے ہی مہینے میں کوئلے کے خرچ میں تقریباً (۱۰) فیصد کمی ہو گئی رسد بندی کا بار سب سے زیادہ صارفوں کو برداشت کرنا پڑا اور صنعتی اداروں اور اہم سررشتوں نے بھی کفایت سے کام لیا اگرچہ کہ معمولی صارفین کی طرح انھیں برقی کی فراہمی مسدود کرنے کی سزائیں نہیں دی جا سکتی۔ رسد بندی کے دوسرے مہینے میں برقی قوت کے صرف میں پہلے مہینے سے بھی زیادہ بچت ہوئی۔ ایک مہینے کے بعد سکندرآباد میں بھی برقی قوت کی رسد بندی نافذ کی گئی اور وہاں بھی بہت کافی بچت ہوئی۔

جنگی کام

پہلے سررشتہ برقی کو یہ سہولت حاصل تھی کہ وہ قدیم سررشتہ دار الضرب کے کارخانہ میں مشینیں درست کرا سکتا تھا لیکن جب یہ سررشتہ مسدود کر دیا گیا تو سررشتہ برقی کو مشینوں کی درستی کے لئے خود انتظام کرنا پڑا اور ۱۳۵۰ف میں ایک چھوٹا سا کارخانہ قائم کیا گیا۔ لیکن اس کارخانہ کے قائم ہوتے ہی اسے جنگی کاموں کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ اور ترمیمی ضروریات کے لئے نقلی ہتھیار بنائے جانے لگے۔ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کارخانہ میں چھ ہزار نقلی بندوقیں اور کئی سو نقلی توپیں

رعایا کا فرض

محکمہ رسد کا قیام اور غلہ کے انتظامات محض رعایا کے آرام اور سہولت کی خاطر کئے گئے ہیں۔ اگر تاجر اور ساہوکار کو زائد نفع کی حرص نہ ہوتی تو یہ انتظامات غیر ضروری تھے چونکہ یہ طبقہ رعایا کی سہولت کا خیال نہیں کرتا تھا اس لئے سرکار کو مجبوراً دخل دینا پڑا۔ اب رعایا کا کام ہے کہ وہ محکمہ رسد کے احکام اور قوانین سے فائدہ اٹھائے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

حیدرآبادی صحافت نے مسائل اغذیہ کا مطالعہ کر دیا۔
(برطانوی ہند کے ایک اخبار کی سرخی)

ساہو کار کی جئے!
اور اگر کل معاشرہ برخاست ہو جائے تو
معاصرین کی جئے!

"نئی میں بر منوں کی پسپائی"۔ (ایک سرخی)

ہم منتظر ہیں جو ذیل سرخی کا انتظار کر رہے ہیں:۔

جرمنی میں ہٹلر کی پسپائی۔

"اردو کی وسعت دامن گیری"۔ (ایک سرخی)

اسی وجہ سے تو معاصر مشیر دکن تنگ دل ہو رہا ہے۔

معاصر "قومی جنگ" تحریر کرتا ہے کہ:۔

"کانگریسی رہنماؤں کو چاہئے کہ دوسری جماعتوں کے ساتھ متحد ہو کر غذائی مسائل میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں"۔

سوامی رامانند تیرتھ کو اس رائے سے اختلاف ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ چند اشتراکیت پسند حضرات آندھرا کانفرنس میں گھس گئے ہیں اور موجودہ قیادت کو الٹ دینا چاہتے ہیں۔ معاصر "رعیت" نے موجودہ قیادت کی تائید کرتے ہوئے بطور اعتذار تحریر کیا ہے کہ:۔

"اس ادارہ میں ہر مکتب خیال کی گنجائش رہی ہے۔ یہ کبھی کسی ایک پارٹی کا ادارہ نہیں رہا۔ اس کی پالیسی اور اس کا پروگرام متصادم مفادات میں ہم آہنگی قائم کرنا رہا ہے"۔

اگر مختلف مفادات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ مفادات حاصلہ کو تسلط حاصل ہو جائے تو اس میں معاصر "رعیت" کا کیا قصور ہے۔

ایک اور اداریہ میں اشتراکی جماعت کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے معاصر "رعیت" لکھتا ہے کہ:۔

"آندھرا کانفرنس کا مسلک کبھی طبقاتی کشمکش پیدا کرنے کا نہیں رہا ہے اور نہ کسی عنصر کو تاراج کرنے کا کیونکہ وہ کبھی ایک پارٹی کی تنظیم نہیں رہی ہے بلکہ وہ ایک جمہوری ادارہ ہے اور جمہوری ادارہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مفاد اور ہر مکتب خیال کو اس میں جگہ رہے"۔

مفادات حاصلہ کی جمہوری اصطلاحات سے نقاب پوشی کوئی نئی چیز نہیں مگر چھوت چھات اور ذات پات کے نظام کے ساتھ جمہوریت کا دعویٰ الٹ کر پانا فرود ہے "یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگ زرگری"۔

گزشتہ کل ہائی اسکول میں تقریر کرتے ہوئے ناظم صاحب بورائے اسکوٹس نے فرمایا کہ:۔

"انسان کی دماغی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور زیادہ قوی کرنے میں صحت جسمانی کا بھی بڑا دخل ہے"۔

ہمارے خیال میں صحت جسمانی کا انحصار غذا پر ہے اور آج کل غذا ذخیرہ بازوں کے تصرف ہے۔ اگر ناظم صاحب چاہتے ہیں کہ دماغی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جائے تو اسکوٹس کے ذریعہ ذخائر اغذیہ کا پتہ چلائیں۔ آخر یہ اسکوٹس کس روز کام آئیں گے۔

گر الیار میں مسلمانوں سے ناروا سلوک ———
قائد اعظم سے انجمن اسلامیہ کے وفد کی ملاقات۔

(اخباری سرخیاں)

کیا ریاستی مسلم لیگ برخاست ہو گئی؟

۹۔ اردی بہشت کی اشاعت میں معاصر "رعیت" نے یہ شکایت کی ہے کہ حیدرآباد کے ہندو نوجوان سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ پبلک سروس کمیشن کا قیام مسلم مفادات کے خلاف تصور کیا جاتا ہے۔

ہم اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ "رعیت" ایک قوم پرست اخبار ہے جو ہندو مسلم امتیازات سے بالا تر ہے اور سارے ہندوستان کو ایک قوم اور ناقابل تقسیم سمجھتا ہے۔ مگر آج ہمیں اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے۔ خدا بچائے کی جئے!

پروفیسر شہزادی بیگم صاحبہ نے حالیہ خواتین کانفرنس میں ایک تحریر کے ذریعہ شہر کی صفائی اور عاقل صاحب بلدیہ کے فرائض سے متعلق بعض ناگفتہ بہ حقائق کا انکشاف فرمایا ہے۔

کیا صدر المہام بہادر بلدیہ خواتین کے احتجاج کو بھی نظر انداز فرما دیں گے؟

"مملکت" کی گزشتہ اشاعت میں راس احمد صاحب ...ایم کا جو مضمون "نئی دنیا" کے عنوان سے شائع ہوا ہے وہ میری نظر سے گزرا۔ آزادی کے ذیلی عنوان کے تحت موصوف نے جن مسائل کو چھیڑا ہے وہ آج کل ہر نوجوان اور ترقی پسند ادیب کا موضوع فکر بنے ہوئے ہیں اور اکثروں کی غور کردہ رائے ہے کہ:۔

(۱) "بہت سے جرائم جنسی پابندیوں کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں؟
(۲) "وہ بندشیں جو جنس پر عائد کی گئی ہیں انسان ساختہ اور سماجی اصولوں یا رسم و رواج کی پیدا کردہ ہیں۔ یہ بندشیں مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض نہیں۔ اگر یہ بندشیں برخاست کر دی جائیں تو بہت سی سماجی برائیوں کا انسداد ہو جائے گا"۔

جو لوگ اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں وہ بجائے دلائل سے مشورہ کرنے کے دوسروں سے مشورہ کرتے ہیں اور عدم کی رہبری اکثر گمراہ کن ہوتی ہے۔

"عشق پر عصمت! اندیشہ تو ہے خام ابھی"

افسوس ہے کہ راس احمد صاحب کی "نئی دنیا" کچھ زیادہ دلچسپ دنیا نہیں۔

(ایک مراسلہ نگار)

ہر مراسلہ نگار کی ہرزہ سرائی سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں۔

کبادی کی امداد کیجئے ——— حیدرآباد کے عوام سے اپیل (ایک اخبار کی سرخی)

اس اپیل پر ایک ایسے صاحب کے بھی دستخط ثبت ہیں جو کبھی کھدر نہیں پہنتے البتہ کھدر پوشوں کی ہمیشہ حمایت کرتے ہیں۔ اگر آپ ان کے نام سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو اس اپیل پر پھر ایک بار نظر ڈالئے جو ۹۔ اردی بہشت کے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

غذائیت کے ماہروں کی رائے میں گیہوں کے صاف اور سفید چاول سے کم صاف کیا ہوا چاول اچھا ہے۔ مگر کھایا بھی تو جائے۔

کیا ایک عورت اپنی سوکن کا خیر مقدم کر سکتی ہے؟

ہر عورت فطرتاً یہی چاہتی ہے کہ اس کا شوہر کوئی دوسری شادی نہ کرے۔ حالیہ خواتین کانفرنس منعقدہ آگرہ میں محترمہ بیگم شمیم سلیم صاحبہ نے ایک قرارداد پیش فرمائی جس میں پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کی مخالفت کرتے ہوئے موصوفہ نے نہایت جوشیلی ہوئی تقریر کی۔ اس سوال کا جواب کہ آیا خواتین کی جانب سے اس قرارداد کی مخالفت ممکن ہے ان خطوط سے ملے گا جن کے اقتباسات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کسی آئندہ اشاعت میں ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث کریں گے۔ (اخلاق)

میں نے بعض وجوہ سے اپنے شوہر کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ دوسری شادی کر لیں۔ میرے وجوہ اپنی حد تک کافی وسیع ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ اکثر شادی شدہ عورتیں اپنے شوہروں کو ایسی نوعیت کا مشورہ دینے کی ضرورت محسوس کرتی ہوں گی۔ ان وجوہ کی صراحت میں اس لئے غیر ضروری سمجھتی ہوں کہ اکثر تجربہ کار مرد اور عورتیں ان کو قیاس کر سکتے ہیں۔ عمومی حیثیت سے ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرنے کا مشورہ درست ہے لیکن اگر قرارداد یا تائیدی تقاریر میں استثنائی صورتوں کی گنجائش رہنے دی جاتی تو زیادہ صحیح ہوتا۔

(ایک سہاگن)

میرا علمی شغف مجھے ازدواجی زندگی کی مصروفیتوں سے دور کھینچ رہا ہے۔ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اگر میں اپنے علمی مشاغل جاری رکھوں تو شاید سوسائٹی کی ایک مفید فرد بن سکوں۔ لیکن میں اپنے شوہر کو بے سہارا کرنا نہیں چاہتی۔ ان حالات میں اگر میں اپنے شوہر کو دوسری شادی کا مشورہ دوں تو اس مشورہ کو کیوں برا سمجھا جاتا ہے!

(ایک معلمہ)

میں ایک ایسے شخص سے محبت کرتی ہوں جس کی شادی ہو چکی ہے۔ میاں بیوی آپس میں بے حد محبت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ جب میں نے ان صاحب سے شادی کی خواہش کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اپنی بیوی کو ناخوش کرنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ ہمارے اس رشتہ سے راضی ہوں تو میں بھی راضی ہوں۔ ان کی بیوی میری پرانی دوست اور سہیلی ہیں میں نے اپنا دکھڑا اپنی سہیلی یعنی ان کی بیوی کو سنایا۔ میری سہیلی نے مجھ کو گلے سے لگا لیا اور مجھ سے میری مشکل کو محسوس کیا اور راضی ہو گئیں۔ لیکن میں نے اپنے نزدیک یہ طے کیا کہ اگر چھ مہینے کے بعد بھی وہ اپنی رضامندی پر قائم رہیں تو ان کے شوہر کو اپنا شوہر بنا لوں۔ پانچ مہینے گزر چکے ہیں اور میری سہیلی اپنی دی ہوئی زبان پر اب تک قائم ہے۔ اگر ایک مہینہ اسی طرح گزر جائے تو وہ دن دور نہیں کہ ہم دونوں ایک شوہر کے ساتھ

زندگی بسر کریں۔ زندگی میں ایسی اور بھی مثالیں ہو سکتی ہیں۔ کیا مذکورہ قرارداد ان امکانات کو مسترد کرتی ہے۔

(ایک نئی دیانی)

میں ان عورتوں میں نہیں جو خود فریبی میں مبتلا ہونے کو اپنی بڑی فتح سمجھتی ہیں۔ اگر میں یہ محسوس کروں کہ تنہا میں اپنے شوہر کو مسرور نہیں رکھ سکتی تو میں اس کو بہتر سمجھوں گی کہ وہ اپنی پسند کی عورت کو علانیہ طور پر اپنی بیوی بنا لیں۔ میں شک و شبہ کی دوزخ میں جلتی رہنا نہیں چاہتی۔ ایک جائز بیوی بحیثیت صد ناجائز ہیولیوں سے بہتر ہے۔

(حقیقت بیں)

اگر کوئی مرد ایک سے زیادہ عورت کی خواہش کرنے پر فطرتاً مجبور ہو تو اس کا ایک سے زیادہ شادی کرنا اس کی صحت کے نقطۂ نظر سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے یہ مشورہ اکثر شادی کی خواہش کو دیا ہے۔ اور وہ اس کی معقولیت کی قائل ہوتی جا رہی ہیں۔

(ایک لیڈی ڈاکٹر)

جاپانیوں کی تجارتی منافعت کا اندازہ

ہنگ کانگ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ ہنگ کانگ میں روئی کے چار سو بیوپاریوں نے خودکشی کر لی ہے۔ اس المناک اقدام کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان بیوپاریوں کو اپنا (...۳۰) ملین ڈالر کا مال حوالہ کرنے کے بعد جاپانیوں سے صرف ہنڈیاں ہاتھ آئیں جن میں سونے کی شکل میں ادائی کا وعدہ درج تھا اور ان کا بعض حصہ جاپانیوں کے جنگ جیتنے کی شرط کے مشروط تھا۔ جتنا سامان اس وقت تک جاپانیوں نے جمع کیا ہے گوداموں میں اس کے اونچے اونچے انبار لگے ہوئے ہیں کیونکہ جہازوں کی کمی کی وجہ سے یہ سامان جاپان تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔

ہڑتالیوں کی سزا بھارتیوں کو

ہڑتال کو دبانے کا جدید طریقہ

۱۱ مارچ۔ اعلان کیا گیا ہے کہ دیلیز کے بعض حصوں میں گھر بلو اور دیگر صارفین کو کوئلے کی سپلائی پر جدید پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اس حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر خاندان اور صارف کو اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ اس کوئلے کو ۱۵ دن تک استعمال کریں جو وہ ۱۲ دن تک استعمال کر رہے تھے۔ جنوبی ویلز کے سامان کانوں کی ہڑتال کی وجہ سے یہ کمی لاحق ہوئی ہے۔ اس سے کارخانوں کی کوئلے کی سپلائی اب تک متاثر نہیں ہوئی۔ لیکن سرکاری طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹)

راشن بندی اور مہمان نوازی

گائے بھینس اور مرغی کو بھی راشن کارڈ مل سکتا ہے

زائد نفع خوری، ذخیرہ بازی، اور چور بازار کا انسداد

[یکم اردی بہشت کو مولوی حمید الدین صاحب ناظم راشن بندی نے جو تقریر نشرگاہ حیدرآباد سے نشر کی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اس تقریر میں ناظم صاحب نے عوام کے شکوک و خطرات کو رفع کر دیا ہے۔ راشن بندی کے فوائد گناتے ہوئے آپ نے کہا کہ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ غلہ خریدنے کا حق سب کو مساوی دیا گیا ہے خواہ غریب ہو یا امیر اس طرح خریداری میں مسابقت کو ختم کر دیا گیا ہے]

اس سے قبل مجھے آپ سے جب مخاطبت کا شرف حاصل ہوا تھا تو محض راشن بندی کے بارے میں ان وجوہات اور دلائل کو پیش کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی جن کی بناء پر اندیشہ ہے متعلق زمانہ جنگ میں پیش آنے والے مشکلات کا ہر پہلو سے مقابلہ میں راشن بندی کا ذریعہ ذکا کیا جا رہا ہے۔ اس وقت یہ محسوس کیا جاتا تھا شاید اس وجہ سے کہ ہم غلہ کے معاملہ میں خود مکتفی ہیں ہم کو راشننگ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن بدقسمتی سے اس عرصہ میں حالات اس قدر بدل گئے ہیں کہ تقریباً ہر شخص اصول راشننگ کا نفاذ استقبال کرنے تیار ہے۔ ان حالات میں بدقسمتی سے سب سے بڑا دخل اس چیز یعنی منفعت کو رہا ہے جس سے ناجائز قیمتوں پر گراں ہونے کے بعد ہی غلہ کو بازار میں لانا اور اس کی تجارت کرنا تقریباً بند کر دیا گیا۔ اور اس یقین کے لئے کافی وجوہ ہیں کہ بیشتر غلہ زیر زمین چلا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ آج ہم کو اس شدت اچھا اس میں محسوس ہو رہا ہے جو غلہ کو سرکار کے مقررہ کردہ سستے داموں خریدنے میں غربا کو پیش آ رہی ہیں۔

ماہ گذشتہ غلہ کی تقریباً تمام ہر باہی خصوصاً غربا کے لئے جنھوں نے سرکاری دوکانات سے غلہ حاصل کیا حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے سربراہ شدہ ہی غلہ پر منحصر تھی۔ اس ماہ بھی تقریباً وہی صورت حال ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں (۱۰۰) سے (۵۰۰) دکانوں سے عام طور پر غلہ بکتا تھا وہاں صرف (۱۰۰) دکانیں ہیں اس لئے غلہ کی سربراہی کا انتظام کرنا پریشانی اور بدساتی ہونا لازمی ہے۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے محض بطور عارضی آج سے غلہ کی چٹھیاں صدر خاندان کے نام جاری کی جا رہی ہیں۔ جس پر وہ ایک مقررہ مقدار غلہ سرکاری دکانوں سے یا ایسی دوکانوں سے جو راشننگ کے آئندہ نفاذ کے لئے پہلے سے نامزد کی گئی ہیں حاصل کر سکیں گے۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہ چٹھیاں بطور راشننگ کارڈ کے استعمال ہوں اس لئے کہ ان چٹھیوں کے بغیر بھی ہر شخص جس دوکان سے چاہے غلہ خرید سکتا ہے یہ چٹھیاں صرف غریبوں کی سہولت کے لئے ہیں جو سرکاری دوکانوں پر مجمع کو چیر پھاڑ کر بیچنے والے تک نہیں پہنچ سکتے ان کا قطعاً مقصد یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی اور دوکان سے غلہ حاصل کر سکے۔ اس عارضی انتظام کا ضمناً ذکر یوں آ گیا ہے کہ موجودہ تشویش کے عالم میں ہر چیز کو حتیٰ کہ خود غلہ کی قلت کو سررشتہ راشن بندی سے منسوب کیا جا رہا ہے جو ظاہر ہے کہ بے احتیاطی غلط ہے۔ راشن بندی کو صرف غلہ کی مناسب تقسیم سے سروکار ہے۔

اب آیئے اس مجوزہ طریقہ تقسیم کا جائزہ لیں جو ہماری راشن بندی کی اسکیم میں مضمر ہے۔ اس تفصیل کا اعادہ بلحاظ آج کا اصل موضوع گفتگو ہے۔ اس نوبت پر کہ کسی شخص کو خود راشن بندی کے اصول سے اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی وجہ اعتراض ہو سکتی ہے تو ان تفصیلات پر جس کے ذریعہ راشن بندی میں ہمارے خاندان۔ ملازمین۔ جانوروں مہمانوں اور تقاریب کے لئے غذا کی فراہمی کرنا مقصود ہے۔ راشن بندی کی ان تفصیلات کے معلوم نہ ہونے سے لوگوں کو اس کی نسبت یہ اندیشہ ہے کہ وہ بڑی تکلیف کا موجب ہوگی لیکن اگر ان تفصیلات کا پوری طرح علم ہو جائے تو ہر شخص نہ صرف یہ محسوس کریگا کہ راشن بندی میں کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ وہ اس کے ان روشن پہلوؤں سے مطمئن ہو جائیگا جس میں ہر شخص کے لئے چاہے وہ امیر ہو یا غریب غذا کی مساوی مقدار سال بھر کے لئے حاصل ہونے کی ضمانت میں مضمر ہے۔ اس طرح غذا کی سال بھر کے لئے ضمانت کا وہ کارڈ ہے جس کی تقسیم اکثر و بیشتر جگہ شروع ہو چکی ہے

امید ہے کہ آئندہ دس پندرہ دن میں یہ پورے شہر میں تقسیم ہو جائینگے جیسے ہی آپ کو اپنا کارڈ ملے از راہ کرم حسب ذیل باتوں کو بطور خاص ملحوظ رکھیئے۔

سب سے پہلے یہ کہ اسکو حفاظت تمام رکھنے کا انتظام فرمایا جائے اس کے بعد آپ از راہ کرم یہ تصفیہ فرمایئے کہ آپ کے محلے میں جس قدر دوکانات راشننگ کی قائم ہو رہی ہیں ان میں سے کس دوکان پر آپ اپنا غلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس قسم کی دوکانات کی فہرستیں آپ وارڈ راشننگ آفس میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں اور آئندہ ہفتہ ایسی مطبوعہ فہرستیں آپ کو ہر ایک نام تحت پر دستیاب ہو سکیںگی۔ ان دوکانات کے منجملہ جس دوکان پر آپ غلہ خریدنا چاہیں از راہ کرم وہاں اپنا کارڈ رجسٹر کروالیں۔ کارڈ رجسٹر اس طرح کیا جاتا ہے کہ آپ اس کو اس دوکان پر پیش فرمائیں۔ دوکاندار اس کارڈ پر اپنا نام اور دستخط ثبت کریگا اور اس کے نیچے کے حصہ کو جو کارڈ کا ضمیمہ ہے اس کارڈ سے علحدہ کریگا اور اس کا نمبر اور نشان ایک رجسٹر میں درج کرکے آپ کو آپ کا کارڈ واپس دیدیگا اس کے بعد وہ پابند ہوگا کہ جیسے ہی راشن بندی نافذ ہو جس کا اعلان سرکار کی جانب سے قبل از قبل کیا جائیگا وہ اس کارڈ پر آپ کو مقررہ مقدار غلہ جو بالغوں کے لئے دو اکائیاں اور نابالغ کے لئے ایک اکائی ہے ہفتہ وار سربراہ کیا کرے۔ ہر سربراہی کے وقت وہ آپ کو ایک رسید دینے کا بھی پابند ہے جس میں غلہ کی مقدار اور اس رقم کا بھی اندراج ہوگا جو اس کو آپ غلہ کی قیمت کے طور پر ادا کریں گے از راہ کرم اس رسید کو بھی ہمیشہ احتیاط سے محفوظ رکھیں تاکہ اس وجہ سے دوکانوں کے حسابات کا بآسانی معائنہ اور تنقیح ہو سکے۔ جب کبھی آپ کے کارڈ پر غلہ سربراہ ہو تو کارڈ پر اس ہفتہ کے خانے میں دوکاندار تطبیق کرے گا۔ اگر کارڈ پر صرف ہفتہ بھر کا نصف غلہ لیا گیا ہو تو نصف تطبیق کیا جائیگا ورنہ پورا۔ اس طرح ہر کارڈ پر اگر ہفتہ میں دو مرتبہ غلہ لیا جائے تو خاندان بھر کے کارڈوں پر آپ تقریباً ہر روز بلکہ ہر دن میں دو تین کارڈوں پر بآسانی غلہ حاصل کر سکتے ہیں۔

بہرحال آپ کو کسی وقت بھی غلہ کو روزانہ یا ہفتہ وار لینے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

غلہ جو ان دوکانات پر رکھا جائیگا اس کی نسبت سررشتہ رسد سے کوشش کی جائے گی کہ وہ بہترین قسم کا ہو جو اس سررشتہ کو مل سکتا ہے۔ سررشتہ راشننگ اس کی جانچ کے لئے کمیٹیوں کا تقرر عمل میں لا رہا ہے جو چند اشخاص پر مشتمل ہے جن میں ایک ڈاکٹر بھی ہوگا۔

یہ موجودہ آپ کے اور آپ کے بچوں کے غلہ کی فراہمی کا خیال تھا آپ کے نوکروں کو بھی انفرادی کارڈ ملیں گے اور وہ اگر آپ کے پاس کھانا کھاتے ہیں تو وہ اپنا کارڈ آپ کے حوالے کر دیں گے تاکہ آپ اس پر غلہ خرید کر جب معمول ان کے کھانے کا انتظام کر سکیں اپنا دودھ نوکروں کے کھانے کی فکر کے بعد آپ کو اپنے جانوروں کے لئے غلہ کی فکر ہوگی اس کے لئے انتظام کیا جا رہا ہے کہ ہر جانور کو

کے لئے جو انسانی غذا میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کام آتی ہوں اگر ضروری ہو تو رجسٹر شدہ اشیاء کے علاوہ کسی بھی قسم کی مقدار کا راشن کیا جائے۔ اس قسم کی درخواستیں مطبوعہ فارم پر ڈپٹی کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی سے آپ کو مفت مل سکیں گے۔ اندرون تاریخ مقررہ یعنی ۱۲ اردی بہشت داخل فرمادئے جائیں۔

جانوروں کے انتظام کے بعد شاید آپ کو فکر ان مہمانوں کی ہوگی جو کبھی بلائے اور کبھی بن بلائے آپہونچتے ہیں۔ اگر آپ کے مہمان خود شہر حیدرآباد کے باشندے ہوں تو آپ کو ان کے پاس آتے وقت اپنا کارڈ ساتھ لانا ہوگا تاکہ آپ اس کارڈ پر غلہ حاصل کرکے ان کی خاطر مدارات کرسکیں اگرچہ یہ بھی غلہ جس مقدار میں بطور راشن لیا جائیگا وہ انشاء اللہ اس قدر کافی ہوگا کہ ایک اوسط خاندان کے لئے ایک یا دو مہمانوں کو بیک وقت کبھی کبھار بار کا باعث نہ ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ راتب بندی سے قطع نظر بھی آپ یہ پسند نہ کریں گے کہ لوگ کئی کئی دن آپ کے مستقل مہمان رہیں۔ لیکن آپ کے مہمان بلدہ حیدرآباد کے باشندے نہ ہوں اور عارضی طور پر یہاں آئے ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں اگر وہ ریل سے آئے ہیں تو انکو ریلوے اسٹیشن پر ہی ایک عارضی کارڈ مل جائیگا جو اس مدت کے لئے ہوگا جس کے لئے بلدہ حیدرآباد میں وہ اپنا قیام خیال میں اس عارضی کارڈ کی اجرائی یوں تو فوراً ہوجائے گی مگر بعد میں اس بات کی جانچ کی جائے گی کہ آیا واقعی کارڈ گیرندے نے وہی سکونت اختیار کی ہے جس کا اس نے ارادہ ظاہر کیا تھا اور آیا وہ فی الواقعی اس مدت تک حیدرآباد میں ٹھیرا رہے گا جس مدت کا اس نے کارڈ حاصل کرلیا ہے۔ اس قسم کی اجرائیوں کی جانچ کے مختلف طریقے ہیں اور خود مردم شماری میں غلط اندراج کا کس طرح پتہ چلا جائے گا ایسی تفصیلات ہیں جس میں آپ کو دلچسپی نہ ہوگی۔ عرض کرنا یہ تھا کہ آپ کے خاندان آپ کے ملازم اور آپ کے مہمان کے لئے راتب بندی میں مطلقاً کوئی تکلیف نہیں ہے بلکہ سرکار کے پیش نظر یہ ہے کہ خصوصی تقاریب اور رسوم کے لئے بھی فراہمی غلہ کی سہولتیں بہم پہونچائی جائیں اس قدر رعایتیں اور فراخدلی سے غلہ تقسیم کرنے کے بعد آپ پوچھیں گے کہ پھر راتب بندی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے جواب میں میں عرض کرونگا کہ راتب بندی کا مقصد اپنے لوگوں کو پیٹ کر غلہ بچانا نہیں ہے بلکہ غلہ کی موجودہ کم مقدار کی بہت امیر و غریب کی مسابقت کو ختم کردینا ہے۔

ان لوگوں کو جو سخت محنت و مشقت کرتے ہیں علاوہ اس راشن کے جو ہر بالغ کو ملیگا مزید نصف راشن اس لئے دیا جائیگا کہ محنت کرنے والے جسموں کو غذا کی کمی محسوس نہ ہو ان پیشوں کی فہرست جو سخت محنت کرنے والوں میں شامل ہیں مرتب کرلی گئی ہے۔ جیسے ہی سرکار سے منظوری حاصل ہوجانے اس کا اعلان کردیا جائے گا اس طرح سخت محنت کرنے والے مزدوروں کے ضمیمہ کارڈ بھی معمولی کارڈ کی طرح دکانوں پر رجسٹر کئے جائینگے۔ اس طرح آپ کے خاندان ملازمین اور مہمانوں مزدوروں اور تقاریب کے لئے غلہ کا انتظام کیا جارہا ہے آپ یہ سوچیں گے کہ شاید راتب بندی کی وجہ ہوٹلوں سے جو غذا حاصل کی جاتی تھی اس پر کسی قسم کی تحدید ہوجائے گی آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے ہوٹلوں سے آپ اپنا کھانا بلا کسی کوپن کے حاصل کرسکیں گے ہوٹلوں کو ان کے سابقہ اخراجات کے بموجب غلہ فراہم کیا جارہا ہے۔ اور وہاں سے غذا حاصل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی اور ایسے لوگوں کو جو حیدرآباد میں کوئی عزیز یا مکان نہیں رکھتے ہوٹلوں میں ٹھیرنے کی صورت میں راشن حاصل کرنے کی فکر بھی نہ ہوگی۔ راتب بندی غالباً اس ماہ کے ختم سے پہلے نافذ ہوجائے گی۔ اس دوران میں سررشتہ راتب بندی آپ کے تعاون کا مستحق ہے اس لئے کہ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے قیام کا مقصد محض اہل ملک کی سہولت اور انکو مناسب داموں مناسب مقدار میں غلہ کی تقسیم کا انتظام ہے۔

مجھ کو اعتماد ہے کہ اس کو اہل ملک کی ہمدردی اور تعاون حاصل ہوگا جن کی خدمت کے لئے اس نے اپنے آپ کو وقف کردیا ہے۔

روس اور پولینڈ کا قضیہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

مسٹر چرچل کا مندرجہ بالا بیان ملک معظم کی حکومت کے نظریہ کی نمایندگی کرتا ہے جب روس اور پولینڈ کی درمیان ۱۹۴۱ء میں معاہدہ ہوگیا تھا تو جنرل سیکورسکی کو جو ہم نے یادداشت بھیجی تھی اس کے الفاظ یہ تھے کہ ۱۹۳۹ء کے بعد پولینڈ کی سرحدوں میں تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں۔ ہم ان کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس معاملے میں اب بھی ہمارا نقطہ نظر یہی ہے۔"

لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر چرچل کے اس بیان کی موجودگی میں کہ دوران جنگ میں سرحدوں کوئی تبدیلی تسلیم نہ کی جائے گی تاوقتیکہ وہ آپس کی رضامندی سے نہ ہو۔ مسٹر ایڈن نے پولینڈ اور روس کو معاہدہ ۱۹۴۰ء کو کیوں نہ مانا حالانکہ یہ معاہدہ دونوں فریق یعنی روس اور پولینڈ کی باہمی رضامندی سے ہوا تھا۔ غرضکہ اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ سرحدوں کی تبدیلی کے لئے باہمی رضامندی سے زیادہ یہ ضروری ہے کہ معاہدہ کرنے والے فریق اتحادیوں کے حلیف ہوں۔

بہرحال پولینڈ کا معمولی سا واقعہ اتحادیوں کے باہمی تعلقات اور آخیر کے عمل پر روشنی ڈالتا ہے۔ آثار کچھ اچھے نظر نہیں آتے۔ جو اتحادی ممالک دنیا کو نازیت اور فسطائیت کی بلاؤں سے نجات دلانے اٹھے ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا میں آزادی و جمہوریت قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے وہ وقتی سی بات پر آپس میں متفق نہیں ہوسکتے اور کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد کوئی اہم مسئلہ باہمی صلح و مفاہمت سے طے نہ ہوسکا بلکہ جو جماعت طاقتور ہوگی وہی ڈکٹیٹ کرے گی جیسا کہ اس وقت روس کا طرز عمل ہے۔ (نئی زندگی)

بلقان میں کیا ہو رہا ہے!

بقیہ سلسلہ مضمون صفحہ اول

باشندے جنگ سے بیزار ہوگئے ہیں اور مزاحمت کا کوئی سے متاثر نہیں ہیں۔ وہ اٹلی کی مثال کو سامنے رکھ کر اپنے زیادہ آدمی کھونا نہیں چاہتے۔ رومانیہ میں جو فوج ہے وہ اچھی طرح مسلح نہیں۔ ان کی بہترین فوج جو ایک لاکھ کے قریب ہے اب تک کریمیا میں مصروف ہے۔ اور اس فوج کو واپس لانے کا امکان بھی نہیں۔

افواہیں اڑائی جارہی ہیں کہ رومانیہ کے باشندوں نے صلح کی خواہش کی تھی۔ انھیں کہا گیا تھا کہ غیر مشروط اطاعت قبول کریں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کس کی اطاعت قبول کریں انھیں روس سے بہت خدشہ ہے۔ جب لوگ خائف ہوتے ہیں تو وہ باوجود اور نہ ہے پن سے لڑتے ہیں۔

جرمن کہتے ہیں کہ وہ پیچھے اس لئے ہٹ رہے ہیں کہ انھیں تیل کی ضروری رسد دستیاب نہیں ہورہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ پیچھے اس لئے ہٹ رہے ہیں کہ انھیں روس نے پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا ہے۔ تیل کی رسد کے لئے رومانیہ اور بھی جرمنوں کا ایک قیمتی مرکز ہے کیا جرمنی آسانی سے رومانیہ کو چھوڑ دے گا؟ یا ساتھ ہی رومانیہ کا تیل منتقل کیا جارہا ہے۔

رومانیہ، یوگوسلاویہ، یونان، اور بلغاریہ میں ایک ہیجان برپا ہے۔ ایک دن یہ سیلاب پھوٹ پڑے گا اور جرمنوں کو ڈبو دے گا۔ وہ دن اب زیادہ دور نہیں۔

ہڑتالیوں کی سزا صارفین کو

بقیہ صفحہ (۷)

اگر ہڑتال جاری رہے تو غیراہم صنعتوں کو کوئلہ کی سپلائی بالکل مسدود کردی گئی۔

کل صبح تک ہڑتال کی صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وفاقی کان کنان جنوبی ویلز کے صدر آج کان کنوں کو حکومت کی پیشکش کی وضاحت کریں گے کہ وہ بعض شکایات کو دور کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ اور کل کان کن اس پر رائے دیں گے کہ آیا ہڑتال جاری رکھی جائے یا بند کی جائے۔

مشنری و پلانٹ کی خریدی کا محفوظ سرمایہ سرکارعالی کے پاس بطور امانت

حیدرآباد ۱۱ اردی بہشت مشنری و پلانٹ کی درآمد پر قیود عائد ہو جانے کی وجہ سے تمام ہندوستان کی غیر فوجی ضروریات کے لئے صنعتی اشیاء کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی سعی میں دشواری حائل ہو گئی ہے نیز موجودہ مشنری اور پلانٹ کی تجدید یا ان کے زائد پرزوں اور ذخائر کے حصول کی مشکلات بھی بہت بڑھ گئی ہیں کیونکہ ان کے حصول کا انحصار غیر ملک سے درآمد پر ہے ملک میں اس وقت بہت سے صنعتی ادارے مستقل طور پر قائم ہونے کے لئے تیار ہیں اور لاکھوں روپیہ کا مقامی سرمایہ بیکار پڑا ہے لیکن مطلوبہ مشنری و پلانٹ کی عدم دستیابی کے باعث کوئی ترقی نہیں کی جا سکتی اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر صنعت کے متعلق اس کی ضروریات اور جنگ پر احتیاط سے غور کیا جائے اور مشنری و پلانٹ کے جب کبھی وہ حاصل ہو سکیں جو نقدی وسائل زمانہ جنگ میں جمع کئے گئے ہوں ان کو محفوظ کر لیا جائے۔ یہ عمل بالخصوص اس ریاست کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ صنعت و حرفت ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔

انگلستان اور امریکہ کے کارخانے اختتام جنگ کے بعد مشنری اور پلانٹ مہیا کرنے کے لئے اس وقت فرمائشات درج کر رہے ہیں کہ ان کی قیمت کا تعین بوقت تیاری مزدوری کی اجرت، قیمت اشیاء وغیرہ کے لحاظ سے عمل میں آئے گا۔ ان فرمائشات کو چونکہ ایک حد تک تقدم حاصل رہے گا اس لئے جدید صنعتی اداروں کو ضروری صنعتوں کے لئے مطلوبہ سرمایہ کے حصول اور بعد جنگ مشنری پلانٹ حاصل کرنے کی قطعی تجاویز مرتب کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

صنعتی اداروں کے اس طرح حاصل شدہ سرمایہ کو بیکار پڑا رہنے دینے کی غرض سے حکومت سرکارعالی نے حسب منظوری حضرت بندگانعالی و اعلیٰ یہ طے کیا ہے کہ ایسے سرمایہ کے اس جزو کو جو خریدی مشنری و پلانٹ کے لئے محفوظ اور فوری طور پر کام میں نہ لایا جائے گا۔ سرکارعالی کے پاس بطور امانت رکھے جس پر سوا دو فیصدی سالانہ کے حساب سے سود دیا جائے گا۔ جدید صنعتی اداروں کو مطلوبہ سرمایہ کے حصول کی اجازت صرف اس شرط کے ساتھ دی جائے گی کہ حاصلہ سرمایہ کا کم از کم ساٹھ فیصدی حصہ سرکارعالی کے پاس بطور امانت رکھا جائے۔ نیز یہ کہ سرمایہ حاصلہ کا وہ بقیہ حصہ جس کی فوری ضرورت نہ ہو اسی طرح بطور امانت رکھا جائے۔ ان امانتی رقوم کی واپسی صرف مشنری خریدنے کے لئے ایک یا دو ماہ قبل اطلاع دینے پر یا تین ماہ قبل اطلاع دیئے جانے پر دوسری اشیاء کی خریداری یا تعمیر کے لئے کیا ماہ قبل اطلاع دیئے جانے پر ہو سکے گی۔ چنانچہ اس انتظام سے جو نتائج حاصل ہوں گے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جدید صنعتی ادارہ جات۔

الف۔ مطلوبہ سرمایہ ایسے زمانہ حاصل کر سکیں گے جبکہ کثیر رقوم نفع بخش داموں میں لگائے جانے کے لئے دستیاب ہو سکتی ہے۔

ب۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد بلا تاخیر صنعت کے آغاز کے لئے ابتدائی انتظامات کر سکیں گے۔ اور

ج۔ خریدی مشنری و پلانٹ کے لئے بلا نقصان سرکارعالی کے پاس بقیہ رقوم امانت رکھ سکیں گے۔

۲۔ سرکارعالی افراط زر کی انسداد تدبیر کے طور پر فاضل رقم کو بازار سے حاصل کرے گی۔

ذائقہ میں خراب

لیکن اثرات میں اچھا

کیسا چاول قوت بخش ہوتا ہے؟

از ڈاکٹر کے پی۔ وا گبرے ناظم طبابت

مشرقی ایشیا میں چاول کی کاشت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ چین۔ جاپان۔ جزائر فلپائن۔ و جزائر شرق الہند برما اور ہندوستان اس کی پیداوار کے بڑے مرکز ہیں۔ ان ملکوں میں رہنے والے عام طور پر چاول ہی کھاتے ہیں یہ تقریباً دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی کی اہم غذا ہے اس لئے اس کی غذائیت کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

غذائیت کے ماہروں کے تجربے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ گیہوں، مکئی، باجرہ اور جوار کے مقابلہ میں چاول میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے۔ غذائیت کے اہم اجزاء میں پروٹین، معدنی نمک اور حیاتین ۱ شامل ہیں۔ یہ اجزاء چاول کے بیرونی لال پرت میں جسے کوٹ کیا جاتا ہے پائے جاتے ہیں اور اندرونی حصہ صرف نشاستہ ہوتا ہے۔ مگر گرینوں میں "حیاتیاتی جوہر" رکھنے والے یہ بیرونی لال پرت صاف کر کے چاول کو بالکل صاف کر دیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چاول میں غذائیت کے اجزاء برائے نام رہ جاتے ہیں ایسا چاول کھانے سے دل اور اعصاب پر اثر پڑتا ہے اور ایک بیماری بری بری پیدا ہو کر فالج کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ سفید اور پالش کیا ہوا چاول نہ صرف دیکھنے میں بلکہ ذائقہ میں بھی اچھا ہوتا ہے لیکن حیاتین جیسے قیمتی اجزاء کی کمی کی وجہ سے کھانے والوں کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے خصوصاً غریبوں کی صحت کے لئے یہ بہت مضر ہے اور مرض "بری بری" سے انکی ہلاکت بھی واقع ہوتی ہے کیونکہ ان میں چاول کے سوا کوئی دوسری مقوی غذا استعمال کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اسی بنا پر مجلس اقوام کی بین الملکی کانفرنس نے شہری اور دیہی آبادی میں اگر نی کا صاف اور پالش کیا ہوا چاول استعمال کرنے کے رجحان پر افسوس کرتے ہوئے اس امر کی پرزور سفارش کی ہے کہ اس کے بجائے کم صاف کیا ہوا چاول دیا جانا چاہیے غذائیت کے ماہروں کے بیان میں تجربہ کاروں کے صاف اور سفید چاول سے کم صاف کیا ہوا چاول اچھا ہے اور سب سے اچھا کوٹا ہوا چاول ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں چاول کے قیمتی غذائی اجزاء ضائع نہیں ہوتے (چنانچہ انہی فائدوں کے پیش نظر باستثنائے بندوبست ملکی سرکاری دواخانوں پر کم صاف کیا ہوا چاول پہنچنے لگے دیا جا رہا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ اس چاول کے استعمال سے رعایا کی عام صحت پہلے سے بہت زیادہ بہتر ہو گی۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ چاول کو پانی سے کئی مرتبہ رگڑ رگڑ کر دھونے میں حیاتین اور معدنی نمک ضائع ہو جاتے ہیں۔ پیچ میں یہ اجزاء کافی مقدار میں آ جاتے ہیں اس لئے کئی مرتبہ دھونا اور پیچ پھینکنا مناسب نہیں۔ بہرحال چاول پکانے میں پانی کی اتنی ہی مقدار استعمال کی جانی چاہئے جو اس میں جذب ہو جائے تاکہ حیاتین کے اہم اجزاء جو صحت کے لئے ضروری ہیں۔ کافی مقدار میں باقی رہیں۔

زیادہ برقی قوت پیدا کرنے کی اسکیم

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

بم، رائفلیں اور مشینی گنیں وغیرہ تیار کی گئیں جن کی مجموعی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ تھی۔ یہ کام اس قدر زبردست تھا کہ سنہ ۱۹۴۰ء میں جا کر اسے بند کر دینا ضروری سمجھا گیا۔ اس دوران میں نقلی ہتھیاروں کی ضرورت بھی بہت کم ہو گئی اور فوجی عہدہ داروں کو دوسرے کارخانوں میں نقلی ہتھیار بنانے کی زیادہ سہولتیں مل گئیں۔ سررشتہ برقی کے کارخانے نے مختلف سرکاری اسکیموں کے تحت نوجوانوں کو فنی تربیت دینے میں بھی کافی امداد کی۔

پانی کی قلت:-

حرارتی قوت گاہوں کا انحصار پانی کی وافر فراہمی پر ہے۔ موجودہ ذخائر میں کبھی تو پانی زیادہ سے زیادہ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے اس لئے یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ کافی پانی جمع کیا جائے اور اس ضمن میں خطرہ مول لینا بھی مناسب نہیں سمجھا گیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۸ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ ذخائر کو پانی سے کام لینے کے علاوہ بوقت ضرورت شہر کے نئے آبرسانی کے انتظام سے بھی امداد لی جائے اور اسی بنا پر سنہ ۱۹۴۰ء - ۴۲ء میں پکی کنکریٹ کا ایک بڑا تالاب بنایا گیا۔ یہ تالاب تو مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن کچھ پائپ اور پمپ جو باہر سے منگوائے گئے تھے ابھی تک وصول نہیں ہوئے۔ چونکہ اس سال بارشیں بہت اچھی ہوئیں۔ اس لئے کم از کم ایک سال تک تو اطمینان ہے اور اس دوران میں نئے تالاب کے پوری طرح مکمل ہو جانے کی توقع ہے۔ اگر پانی کی فراہمی کے تمام ذریعے مسدود ہو جائیں تو دوسری بات ہے ورنہ یہ حالات پانی کی قلت نہ ہونے دیگا۔

جنوبی روس میں کئی جرمن ڈویژن گھیر لئے گئے

ماسکو ۱۵ مارچ:- جنوبی روس میں افواج کو ایک اور بڑی کامیابی ہوئی ہے جنرل مالینوف کی قیادت میں سوویٹ افواج نے خرسون کے ۳۵ میل شمال کے ایک مقام اور نکولائیف کے بحری مرکز کے درمیان صرف ۵ میل چوڑی سے قریب کئی جرمن ڈویژن پھانس لیا ہے۔ ۱۰ ہزار جرمن ہلاک ہوئے ہیں اور ۴ ہزار گرفتار۔ ۲۰ توپوں کے ساتھ قید ہوئے ہیں۔ روسی حلقے سے نکلنے کی تمام جرمن کوششیں بھاری نقصانات پہنچا کر پسپا کر دی گئیں۔ اس اثنا میں دوسری روسی افواج تین سمتوں میں شمال مغرب، شمال مشرق اور جنوب مشرق سے نکولائیف پر بڑھ رہی ہیں۔ کل ماسکو ریڈیو نے کہا سرخ فوج کے مقدمۃ الجیش شہر کی طرف سے ۱۰ میل سے بھی کم فاصلہ پر تھے۔ سب سے زیادہ خطرہ نکولائیف کو جنوب مشرق سے ہے جہاں روسی بندرگاہ کے دہانے کے ساحل سے ۵-۶ میل کے اندر ہیں۔ بندرگاہ کے جرمنی جہازوں پر سوویٹ توپیں گولہ باری کر رہی ہیں۔ جرمن گریزاں کے نکلنے کا واحد راستہ بند ہو رہا ہے

بوگ کے پل اور وہاں سے ڈنیپر کی طرف جانے والا جنوب مغرب کا راستہ ہے۔ برلن کو اعتراف ہے کہ ڈنیپر کے دہانے میں آنے والی روسی کمکوں کو روکنے کے لئے اس علاقہ کی لڑائی میں نئی محفوظ جرمن فوج جھونک دی گئی ہیں۔ نکولائیف کے شمال مغرب میں وسطی یوکرین کا نقشہ پر روسیوں نے مزید ۱۳۰ مستقروں اور دیہاتوں پر قبضہ کر لیا ہے اور ونیتسا کے جرمن مقبوضہ مستقر پر بڑھ رہے ہیں۔ مستقر کے مشرق میں روسی ۸ میل سے بھی کم فاصلہ پر ہیں۔ ونیتسا اب سوویٹ توپوں کی زد میں ہے۔ جرمن سمندر پار فوج نے کل رات کہ کر لیا ہے میں اصل جرمن دفاعی سرحدیں دریائے بگ پر ونیتسا اور نکولائیف کے درمیان ہے۔ ونیتسا کے شمال مغرب میں پروسکوروف کے ریلوے جنکشن کے تینوں طرف روسی بے جگرانہ جرمن جوابی حملوں کو روک رہے ہیں۔ مغرب میں اور تارنوپول کے مستقر کے اندر سوویٹ افواج نے جنوب میں روانہ جانے والے خط کو پارہ پارہ کر دیا۔ - رائٹر۔

لندن ۱۵ مارچ۔ جرمن کہتے ہیں کہ روسیوں نے کریچ اور پرکوپ کے علاقہ میں تازہ حملے شروع کئے ہیں۔

جرمن مبصر کا بیان:-

جرمن ریڈیو کے مبصروں نے کسی ایسے فریب کو دور کر دیا ہے جو جرمن باشندوں کو ہو کہ جنوبی روس کی صورت حال بالکل قابو میں ہے۔ جنرل ڈیتمار مشہور مبصر نے جرمن نشرگاہ کی وطنی سروس میں کہا کہ مغربی یوکرین میں روسی حملے نے جرمنوں کو مشکلات میں نہیں پایا مشکل یہ ہے کہ روس نے اتنے زیادہ تعداد پر حملے کئے کہ جرمن فوجی تدابیر اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ جرمن مورچوں میں سرخ فوج کے گھس آنے کو معمولی بات نہ سمجھا جائے۔ انھوں نے ایک طویل اور پیچیدہ دلیل پر مقاومت کرنے کی کوشش میں کہا وہ موسم دفاعی کارروائیوں میں رکاوٹ ڈال رہا ہے اور اقدام میں مدد دے رہا ہے۔ جرمنوں کو صورت حال کے حقائق تسلیم کر لینا چاہئے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو وہ سابقہ پیمانہ پر اپنے دشمنوں کو دوگنا کر دیں گے۔

بحر الکاہل میں امریکی طیاروں کے حملے

پرل ہاربر ۱۹ مارچ:- امریکی بحریہ کے طیاروں نے ترک کے دو سو میل مشرق میں ایک جاپان کی زیر قبضہ سمندری جزیرہ پر حملہ کیا۔ اسی جزائر میں بحریہ اور خشکی کے بمباروں نے پونا پے اور کوسائی پر حملہ کر کے وہاں کے ہوائی میدانوں اور گودیوں کی تنصیبات کو نقصان پہنچایا۔ امریکیوں نے مشرقی مارشل میں جاپانیوں کے چار دوسرے مرکزوں پر حملہ کیا اور علاقہ بھر میں آگ لگا دی۔ ہمارا ایک طیارہ بھی واپس نہیں آیا۔ جنرل میک آرتھر کے بمباروں نے نیوگنی میں جاپان کے مرکز ویواک پر ایک اور ضرب لگائی۔ یہ چاروں دن میں ان کی چوتھی ضرب تھی۔ دشمن کے تیس جنگی طیاروں نے حملہ روکنے کی کوشش کی ان میں سے ۔۔ گرا دیئے گئے۔ رباؤل پر ایک مرتبہ پھر بمباری کی گئی۔ شمالی سلیمان میں جزیرہ بوگنویل پر امریکی

دستوں کو لگاتار بمباروں سے اچھی خاصی امداد ملی۔ ان بمباروں نے جاپانی دستوں پر جو خلیج امپرس آگسٹا کے گرد امریکی حلقہ کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے ۱۲ ٹن بم گرائے

اٹلی میں بمباری کے بعد پیش قدمی

لندن ۱۶ مارچ:- اگرچہ جرمنی کاسینو کے ابتدائی اہداف میں شدید مقابلہ کر رہے ہیں۔ لیکن خبر ہے کہ قصبہ اور اس کے شمال مغربی علاقہ کی پہاڑیوں میں اتحادی پیدل اور رسالے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اطالوی محاذ جنگ کے صدر دفتر سے آئی ہوئی ایک اطلاع میں کہا گیا ہے کہ اتحادیوں کے دھاوے میں کئی سو برطانوی اور امریکی توپوں نے امداد کی۔ یہ حملہ کل کے زبردست اتحادی دھاوے کے بعد ہوا ہے جس میں ڈھائی ہزار ٹن کے بموں سے کاسینو کو کھنڈر کر دیا تھا۔ ساحلی مورچہ پر امریکی دستوں نے دفاعی حلقہ کے وسط میں دو مورچے جو کھو گئے تھے ٹینکوں اور بکتر بند کاروں کی مدد سے فتح کر لئے۔ انھوں نے جرمنوں کے زبردست جوابی حملوں کو پسپا کر دیا۔ اتحادی ہوائیہ نے کل ابھی تک کی سب سے زیادہ یعنی ڈھائی ہزار پروازیں کیں۔ جن میں چھ طیارے ضائع ہوئے۔

حیدرآباد و سکندرآباد کا حصہ

لندن ۱۲ مارچ:- جرمنی کے جو جہاز اٹلی کے ساحلی مورچہ سمندر کے راستے سامان پہنچا رہے ہیں ان کے خلاف کارروائیوں میں شہباز اور دستوں کے ساتھ ہوائیہ کا ایک دستہ بہت پیش پیش ہے۔ یہ دستہ ان تینوں دستوں میں سے ہے جو حیدرآباد اور سکندرآباد کے تیرہ لاکھ روپیہ زمانہ کے چندہ سے تیار کئے گئے تھے۔ جن لوگوں نے یہ چندہ دیا ہے وہ ابھی تک اس دستہ کی سرگرمیوں میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور اکثر ہوا بازوں اور زمین پر کام کرنے والوں کو تحفے تحائف بھیجتے رہے ہیں۔ اس دستہ کا مرکز کارسیکا میں ہے اور یہ کارسیکا اور اس کے پڑوس کے جزیرے سارڈینیا کے درمیان کے سمندر پر کڑی نگرانی رکھتا ہے تاکہ سامان جنگ کی کوئی بڑی مقدار منتقل نہ کی جانے پائے۔ اس دستے نے سب سے پہلے برطانیہ کی جنگ میں نام پیدا کیا تھا جب اس نے ایک سو طیارے گرائے تھے۔ نومبر سنہ ۱۹۴۲ء میں یہ شمالی افریقہ پر لشکر کشی کرنے والی سپاہ کے ساتھ سمندر پار بھیجا گیا۔

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر حکمت ساجد توپ سے شائع ہوا۔